حصہ نثر

Web version of PECTAA
Not for sale

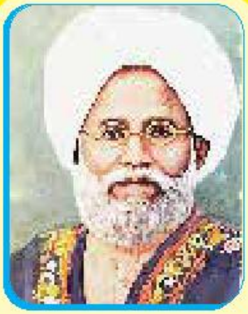

شبلی نعمانیؒ

(۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء)

اصل نام محمد شبلی تھا مگر شبلی نعمانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ موضع بندول ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ حبیب اللہ وکالت کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں پائی پھر اعظم گڑھ، غازی پور، سہارن پور اور لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ وکالت کا امتحان بھی پاس کیا لیکن اس پیشے میں ان کا جی نہ لگا۔ علی گڑھ گئے جہاں سر سیّد احمد خاں نے انھیں عربی اور فارسی کا استاد مقرر کر دیا وہاں وہ سولہ برس تک پڑھاتے رہے۔ یہاں سے ان کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا۔ علی گڑھ میں پروفیسر تھامس آرنلڈ سے فرانسیسی سیکھی اور انھیں عربی سکھائی۔ سر سیّد احمد خاں کی وفات کے بعد علی گڑھ سے حیدر آباد دکن چلے گئے جہاں وہ چار سال تک ناظمِ تعلیمات کے عہدے پر فائز رہے۔ وہاں سے پھر واپس لکھنؤ آ گئے اور دار العلوم ”ندوہ“ سے وابستہ ہوئے۔ آخری دور میں اختلافات کے سبب ندوہ سے بھی الگ ہو گئے اور اعظم گڑھ میں ”دار المصنّفین“ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جہاں سے اعلیٰ درجے کی کئی ایک کتابیں شائع کیں۔

شبلی نعمانی ایک جامع الصّفات شخصیت تھے۔ مفکّر، مؤرّخ، ناقد، فقیہ، مصلح، واعظ کے علاوہ شاعر اور صاحبِ ذوق شخصیت تھے۔
اُردو ادب میں ان کی کتابوں کا رتبہ بہت بلند ہے۔ ان کی اہم کتابوں میں ”المامون“، ”سیرۃ النعمان“، ”الفاروق“، ”الغزالی“، ”موازنۂ انیس و دبیر“ اور ”شعر العجم“ نمایاں ہیں۔ زندگی کے آخری دور میں ان کی تمام تر توجّہ ”سیرت النبیؐ“ پر مرکوز رہی جو کہ اُردو سیرت نگاری میں ان کا اہم کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ کتاب انھوں نے اپنی عمر کے آخری حصّے میں لکھنا شروع کی تھی مگر وہ اس کی دو جلدیں ہی مکمل کر پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا اور باقی ماندہ جلدیں اُنھیں کے فراہم کردہ مواد سے ان کے شاگردِ خاص سیّد سلیمان ندوی نے مکمل کیں۔ زیرِ نظر اقتباس اسی کتاب سے لیا گیا ہے۔

شبلی کا اندازِ تحریر شگفتہ، رواں اور مدلّل ہے۔ ان کی تحریروں میں شوخی و حسن بھی ہے اور فکر کی گہرائی بھی۔ ان کے ہاں فارسی و عربی کے الفاظ اور تراکیب کثرت سے استعمال ہوتے ہیں جو سادہ و عام فہم اور عبارت کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

سبق:۳

اخلاقِ نبوی ﷺ

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو مولانا شبلی نعمانی کی سیرت نگاری، اسلامی تاریخ اور ثقافت کے اہم پہلوؤں سے رُوشناس کرانا۔
- طلبہ کو تاریخی تحقیق کے اصول اور طریقہ ہائے کار کے بارے میں آگاہ کرنا۔
- طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا اوران کے مذہبی، دینی شعور میں اضافہ کرنا۔

Web Version of PECTAA Not for Sale

مداومتِ عمل:

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی فطرتِ ثانیہ بن جائے۔ انسان کے سوا تمام دنیا کی مخلوق صرف ایک ہی قسم کا کام کر سکتی ہے اور وہ فطرتاً اس پر مجبور ہے۔ اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لیے اخلاقِ حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی اس شدت سے پابندی کرے اور اس طرح دائمی اور غیر متبدّل طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کر لیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے روشنی، درخت سے پھل، پھول سے خوشبو، کہ یہ خصوصیات ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں۔ اس کا نام استقامتِ حال اور مداومتِ عمل ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اپنے تمام کاموں میں اسی اُصول کی پابندی فرماتے تھے، جس کام کو جس طریقہ سے جس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ نے شروع فرمایا اس پر برابر شدت کے ساتھ قائم رہے۔ سُنّت کا لفظ ہماری شریعت میں اسی اصول سے پیدا ہوا ہے۔ سنت وہ فعل ہے، جس پر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ہمیشہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر کسی قوی مانع کے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا۔ اس بنا پر جس قدر سنن ہیں وہ درحقیقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی استقامتِ حال اور مداومتِ عمل کی ناقابلِ انکار مثالیں ہیں۔

حُسنِ خُلق:

معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے، کوئی شخص جھک کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے، جب تک وہ خود مُنھ نہ ہٹائے۔ مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا، یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے، اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے زانو کبھی ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔ اکثر نوکر چاکر، غلام، خدمتِ اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اس میں ہاتھ ڈال دیں تاکہ متبرک ہو جائے۔ جاڑوں کے دن اور صبح کا وقت ہوتا، تاہم آپ خاتم النبیین ﷺ کبھی انکار نہ فرماتے۔

مجالسِ صحبت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے اور اس کا اظہار نہ کرتے۔ کسی شخص کی کوئی بات ناپسند آتی تو اکثر اس کے

سامنے اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ نہ فرمایا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ ان سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھوڈالیں۔

مسجدِ نبویؐ میں جگہ بہت کم ہوتی تھی، جو لوگ پہلے سے آکر بیٹھ جاتے تھے، ان کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی۔ ایسے موقع پر اگر کوئی آجاتا تو اس کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ خود اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ کسی کی بات بُری معلوم ہوتی تو مجلس میں نام لے کر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے بلکہ صیغۂ تعمیم کے ساتھ فرماتے تھے کہ لوگ ایسا کرتے ہیں، لوگ ایسا کہتے ہیں، بعض لوگوں کی یہ عادت ہے۔ یہ طریقۂ ابہام اس لیے فرماتے تھے کہ شخصِ مخصوص کی ذلت نہ ہو اور اس کے احساسِ غیرت میں کمی نہ آئے۔

ایثار:

آپ خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا، وہ ایثار تھا۔ اولاد سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو بے انتہا محبت تھی اور ان میں حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا اس قدر عزیز تھیں کہ جب آتیں، فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تاہم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی عُسرت اور تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی، خود چکی پیستیں اور خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں۔ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں، خود تو پاسِ حیا سے عرضِ حال نہ کر سکیں، جنابِ امیر (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) نے ان کی طرف سے یہ حال عرض کیا اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا، ابھی اصحابِ صُفّہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہو لے، میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

تواضع:

گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں میں پیوند لگاتے، گھر میں خود جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا لاتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے، گدھے کی سواری سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو عار نہ تھی، غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز نہ تھا۔ ایک دفعہ گھر سے باہر تشریف لائے؛ لوگ تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لیے نہ اُٹھو۔ غریب سے غریب بیمار ہوتا تو عیادت کو تشریف لے جاتے۔ مفلسوں اور فقیروں کے ہاں جا کر ان کے ساتھ بیٹھتے۔ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے کہ امتیازی حیثیت کی بنا پر کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کو پہچان نہ سکتا۔ کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ ایک دفعہ ایک شخص ملنے آیا لیکن نبوّت کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، میں فرشتہ نہیں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں، جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔

بچوں پر شفقت:

بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری

Web version of PECTAA Not for Sale

پر آگے پیچھے بٹھاتے۔ راستے میں بچّے ملتے تو ان کو خود سلام کرتے۔

ایک دن حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ ان کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کُرتا بدن پر تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، سَنہ سَنہ۔ حبشی زبان میں حسنہ کو سَنہ کہتے ہیں۔ چوں کہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی اس لیے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس مناسبت سے حبشی تلفّظ میں حسنہ کے بجائے سَنہ کہا۔

یہ محبت اور شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچّے جھپٹ میں آکر مارے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو خبر ہوئی تو نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صاحب نے کہا: ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! وہ مشرکین کے بچّے تھے۔'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے بچّے بھی تم سے بہتر ہیں، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔''

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچّہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچّوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ اسی طرح بچّوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا، اس نے کہا: ''آپ لوگ بچّوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچّے ہیں مگر اب تک مَیں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اگر تمھارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں؟''

لُطفِ طبع:

کبھی کبھی ظرافت کی باتیں فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت انسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا تو فرمایا ''او دو کان والے۔'' اس میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت اطاعت شِعار تھے اور ہر وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی کا نام ابوعمر تھا، وہ کم سِن تھے اور ایک ممولا پال رکھا تھا کہ اتفاق سے وہ مر گیا۔ ابوعمر کو بہت رنج ہوا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو غم زدہ دیکھا تو فرمایا: ''ابوعمر! تمھارے ممولے نے یہ کیا کیا؟''

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا کہ میں تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ انھوں نے کہا: ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟

ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں آئی کہ حضور خاتم النبیین ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت نصیب ہو۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں بہشت میں نہیں جائیں گی۔ اس کو بہت صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اسے کہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں جائیں گی لیکن جوان ہو کر جائیں گی۔

ایک بدوی صحابی تھے جن کا نام زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ وہ دیہات کی چیزیں آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ شہر میں آئے۔ گاؤں سے جو چیزیں لائے تھے ان کو بازار میں فروخت کر رہے تھے۔ اتفاقاً آپ خاتم النبیین ﷺ ادھر سے گزرے۔ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جا کر ان کو گود میں دبا لیا۔ انھوں نے کہا: ''کون ہے؟ چھوڑ دو۔'' مڑ کر دیکھا تو

Web version of PECTAA Not for Sale

سرورِ عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی اس غلام کو خریدتا ہے؟'' بولے: ''یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ جیسے غلام کو جو شخص خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن خدا کے نزدیک تمھارے دام زیادہ ہیں۔''

ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ میرے بھائی کے شکم میں گرانی ہے۔ فرمایا: ''شہد پلاؤ۔'' وہ دوبارہ آئے کہ شہد پلایا لیکن شکایت اب بھی باقی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر شہد پلانے کی ہدایت کی۔ سہ بارہ آئے، پھر وہی جواب ملا۔ چوتھی بار آئے تو فرمایا: ''خدا سچّا ہے، شہد میں شفا ہے لیکن تمھارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، جا کر شہد پلاؤ۔'' اب کی بار پلایا تو شفا ہو گئی۔ معدہ میں مادۂ فاسد کثرت سے موجود تھا جب پورا تنقیہ ہو گیا تو گرانی جاتی رہی۔

اولاد سے محبت:

اولاد سے نہایت محبت تھی۔ معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے اور سفر سے واپس آتے تو جو شخص سب سے پہلے باریابِ خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ہوتیں۔ ایک دفعہ کسی غزوہ میں گئے۔ اسی اثنا میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں صاحبزادوں (حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے لیے چاندی کے کنگن بنوائے اور دروازے پر پردے لٹکائے۔ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو خلافِ معمول حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر نہیں گئے۔ وہ سمجھ گئیں، فوراً پردوں کو چاک کر ڈالا اور صاحبزادوں کے ہاتھ سے کنگن اُتار لیے۔ صاحبزادے روتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنگن لے کر بازار میں بھیج دیے کہ ان کے بدلے ہاتھی دانت کے کنگن لا دو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی کو چومتے اور اپنی نشست گاہ سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے انتہا محبت تھی، فرماتے تھے کہ یہ میرے گل دستے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ میرے بچّوں کو لانا۔ وہ صاحبزادوں کو لاتیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو چومتے اور سینے سے لپٹاتے۔ ایک دفعہ مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے۔ اتفاق سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ کپڑے پہنے ہوئے آئے، کم سنی کی وجہ سے ہر قدم پر لڑکھڑاتے جاتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضبط نہ کر سکے۔ منبر سے اتر کر گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: ''خدا نے سچ کہا ہے: إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ'' فرمایا کرتے تھے: حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ خدا اس سے محبت رکھے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہے۔ ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوشِ مبارک پر سوار تھے۔ کسی نے کہا: ''کیا سواری ہاتھ آئی ہے!'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سوار بھی کیسا ہے؟''

ایک دفعہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں دعوت میں جا رہے تھے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہ میں کھیل رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلائے۔ وہ ہنستے ہوئے پاس آ آ کر نکل جاتے تھے۔ بالآخر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سینے سے لپٹا لیا پھر فرمایا: ''حسین میرا ہے، میں اس کا ہوں۔'' اکثر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لیتے اور فرماتے کہ خدایا! مَیں اس کو چاہتا ہوں اور اس کو بھی چاہتا ہوں جو اس کو چاہے۔

Web Version of PECTAA Not for Sale

آپ ﷺ کے داماد، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے شوہر جب بدر سے قید ہو کر آئے تو فدیہ کی رقم ادا نہ کر سکے تو گھر کہلا بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اپنے گلے کا ہار بھیج دیا۔ یہ وہ ہار تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے جہیز میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے ان کو دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہار دیکھا تو بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے فرمایا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو ہارِ زینبؓ کو بھیج دوں۔ سب نے بسر و چشم منظور کیا۔

آپ ﷺ کی ایک نواسی حالتِ نزع میں تھیں، صاحبزادی نے بُلا بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے تو لڑکی اسی حالت میں آغوشِ مبارک میں رکھ دی گئی۔ آپ ﷺ نے اس کی حالت دیکھی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحم ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔'' حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بھی آپ ﷺ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا تھا: ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غم زدہ ہو رہا ہے، لیکن منھ سے ہم وہی باتیں کہیں گے جس کو خدا پسند کرتا ہے۔''

(سیرت النبیؐ جلد دُوم)

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) مداومتِ عمل سے کیا مراد ہے؟

(ب) شریعتِ اسلام میں سنّت کا لفظ کس اُصول سے پیدا ہوا ہے؟

(ج) آپ ﷺ کے اخلاق و عادات میں سب سے نمایاں وصف کون سا تھا؟

(د) ''عُسرت اور تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی، خود چکی پیستیں، خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں۔'' یہ احوال کس ہستی کے ہیں اور انھیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کس نے پیش کیا؟

(ہ) ''یہ رحم ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ کس موقع پر ارشاد فرمائے؟

۲۔ دُرست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) سبق ''اخلاقِ نبوی'' ''سیرت النبیؐ'' کی جلد سے ماخوذ ہے:

(الف) جلد اوّل سے　(ب) جلد دوم سے　(ج) جلد سوم سے　(د) جلد چہارم سے

Web version of PECTAA Not for Sale

(ii) اگر انسان کوئی کام اختیار کرے اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہے، اسے کہتے ہیں:

(الف) عادت (ب) جبلّت (ج) فطرت (د) فطرتِ ثانیہ

(iii) معمول کے مطابق آپ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے:

(الف) بچّوں کو (ب) نوجوانوں کو (ج) جوانوں کو (د) بزرگوں کو

(iv) "لیکن خدا کے نزدیک تمھارے دام زیادہ ہیں۔" آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

(الف) جنابِ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے (ب) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے

(ج) حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے (د) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے

(v) آپ ﷺ نے کنگن لے کر بازار میں بھیج دیے کہ ان کے بدلے کنگن لا دو:

(الف) کانسی کے (ب) سونے کے (ج) چاندی کے (د) ہاتھی دانت کے

۳۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درست الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کر کے اقتباس مکمل کریں:

اخلاق کا ایک دقیق ۔۔۔۔۔ یہ ہے کہ انسان اپنے لیے ۔۔۔۔۔ حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی اس شدت سے ۔۔۔۔۔ کرے اور اس طرح دائمی اور غیر ۔۔۔۔۔ طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر ۔۔۔۔۔ ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کرلیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات ۔۔۔۔۔ ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اس سے یہ افعال اس طرح ۔۔۔۔۔ ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے ۔۔۔۔۔، درخت سے ۔۔۔۔۔، پھول سے ۔۔۔۔۔ کہ یہ خصوصیات ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں۔ اس کا نام استقامتِ ۔۔۔۔۔ اور مداوَمتِ ۔۔۔۔۔ ہے۔

۴۔ "اخلاقِ نبویؐ" کے کسی ایک پہلو پر گفت گو کریں۔

۵۔ سبق "اخلاقِ نبویؐ" کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بچوں اور اولاد سے محبت کے بارے میں آپس میں بات چیت کریں۔

۶۔ نیچے دی گئی عبارت کو پڑھیں اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیں اور عبارت کا مناسب عنوان لکھیں:

کسی منفی رجحان کے نتیجے میں اپنے سخت ردِ عمل پر قابو پالینا، برداشت ہے اور ردِ عمل کے طور پر منفی رویّے کے بجائے مثبت حسنِ سلوک کو روا رکھنا، رواداری کہلاتا ہے۔ ہمارا معاشرہ اس وقت جن منفی رجحانات سے دوچار ہے، ان میں عدم برداشت، سرِ فہرست ہے۔ جس کے باعث ہمارے اندر رواداری کا وصف ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں روزانہ ایسے بہت سے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو چھوٹی چھوٹی اور انتہائی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم لوگ تھوڑی دیر کے لیے صبر و تحمل، برداشت اور حوصلے سے کام لیں تو بہت بڑے مالی و جانی نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ برداشت کا وصف لوگوں میں اُس وقت پیدا ہو گا جب وہ رواداری اور حسنِ سلوک کو اپنا شِعار بنائیں گے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

Web version of PECTAA Not for Sale

آپ ﷺ نے ہمیشہ برداشت اور رواداری سے کام لیتے ہوئے ہمارے لیے ایسی بے شمار زندہ مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے رُشد و ہدایت کا ذریعہ بنی رہیں گی۔ کفارِ مکّہ کی طرف سے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے، طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا گیا مگر آپ ﷺ نے ہمیشہ برداشت اور تحمل سے کام لیا بلکہ فتحِ مکّہ کے موقع پر تمام دشمنانِ اسلام کو معاف فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی اپنی معاشرتی روایات کو حوصلہ مندی اور صبر و برداشت کے اصولوں پر قائم رکھنے کا عزم کرنا چاہیے، تاکہ ہم آپس میں باہمی اخلاص اور مثالی بھائی چارے کو فروغ دے سکیں۔

سوالات:

- مثبت رجحان سے کیا مراد ہے؟
- رواداری کسے کہتے ہیں؟
- کفارِ مکّہ آپ ﷺ سے کیسا سلوک کرتے تھے؟
- سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں ہمیں کیسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟
- فتحِ مکّہ کے موقع پر آپ نے دشمنانِ اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
- اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

فعل کی اقسام (بلحاظ معنی)

فعل لازم: جب کسی جملے میں استعمال ہونے والے فعل کے ساتھ صرف فاعل آئے اور جملے کا مفہوم سمجھ میں آجائے تو وہ فعل، فعل لازم کہلاتا ہے۔ مثلاً:

اکبر آیا۔ عمران جاگا۔ سلیمان بیٹھا۔

فعل متعدی: جب کسی جملے میں فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول لگا کر مفہوم واضح کیا جائے تو استعمال ہونے والا فعل، فعل متعدی کہلائے گا۔ مثلاً:

اسلم کتاب پڑھ رہا ہے۔ بلّی نے چوہے کو پکڑ لیا۔

۷۔ فعل کی پہچان کر کے ان کے سامنے فعل لازم یا فعل متعدی لکھیں:

وہ مدرسے گیا۔		میں نے کتاب پڑھی۔	
ہم نے کھانا کھایا۔		تم نے پانی پیا۔	
وہ دیر سے جاگا۔		نادیہ ابھی ابھی آئی ہے۔	
امجد نے خط لکھا۔		قصاب نے بکرا خریدا۔	

سیاق و سباق (Context):

کسی بھی بیان، واقعہ، عمل یا تحریر کے وہ متعلقہ حالات و واقعات، ماحول یا پس منظر کو کہتے ہیں جو اُس کے درست مفہوم کو سمجھنے میں مدد دیں۔ سیاق و سباق کے بغیر کسی بات کا درست مفہوم سمجھنا دشوار ہو سکتا ہے۔

Web version of PECTAA Not for Sale

نوٹ: اساتذہ اپنے طلبہ کو معیاری اور مثالی سیاق وسباق لکھنے کی مشق کروائیں۔

حوالۂ متن (Reference): حوالۂ متن سے مراد ہے کسی دیے ہوئے اقتباس، عبارت یا تحریری مواد کے حوالہ جات بیان کرنا۔ عام طور پر سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور ماخذ درج کرنا حوالۂ متن کہلاتا ہے۔ مثلاً:

سبق کا عنوان: اخلاقِ نبویؐ

مصنف کا نام: شبلی نعمانی

ماخذ: سیرت النبیؐ (جلد دوم)

۸۔ سیاق وسباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کریں:

(الف) ''اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا نام استقامتِ حال اور مداومتِ عمل ہے۔''

(ب) ''اولاد سے نہایت محبت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاتھی دانت کے کنگن لادو۔''

۹۔ ''ہماری زندگی میں "حُسنِ خلق کی اہمیت" کے موضوع پر ایک پیراگراف تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- محلے یا سکول کی لائبریری سے سیرتِ مبارکہ سے متعلق کوئی کتاب حاصل کریں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے رواداری اور برداشت سے متعلق واقعات پڑھ کر ساتھیوں کو سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو تقریر کرنے کے انداز اور لب و لہجے سے آگاہ کریں۔
- تفہیمِ عبارت کے ضمن میں طلبہ کو مطلوبہ عبارت کا مفہوم سمجھائیں اور انھیں تاکید کریں کہ جتنا سوال ہو، اسی قدر جواب دیں۔
- سیاق وسباق کے حوالے سے پیراگراف کی تشریح کرنے کا انداز تختۂ تحریر کی مدد سے سمجھائیں۔

Web version of PECTAA Not for Sale